

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين و صلي الله علي سيدنا محمد و آله الطاهرين

ہماری گفتگو مؤمن اور کافر کے قبض روح کے بارے میں تھی، جیسا کہ ملاحظہ فرمایا آیات اور روایات سے استفادہ ہوتا ہے مؤمن اور کافر کے قبض روح میں فرق ہے، خود کفار کے آپس میں بھی اس کا انداز مختلف ہے جس طرح مؤمنوں کے آپس میں مختلف طریقوں سے، اور ان آیات اور روایات سے بھی استفادہ ہوتا ہے کہ انسان کے اعتقاد اور عمل اس کے قبض روح میں بہت مؤثر ہے، انسان کے خلقت میں خدا کا جو قانون ہے قبض روح میں ایسا نہیں ہے کہ سب ایک جیسا ہو، انسان کے خلقت میں اور دنیا میں آتے ہوئے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ بعد میں کیا ہونے والا ہے، مؤمن ہو گا یا کافر، سب ایک ہی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اسی لیے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسے پیدا ہوتے ہوئے کسی درد یا مشکل کا احساس نہیں ہوتا، سب کی پیدائش ایک جیسے ہیں، لیکن قبض روح میں خداوند متعالی کی سنت اور روش مختلف ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے اعتقادات اور اعمال اس کے قبض روح میں اثر انداز ہے۔

بعض روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ والدین سے نیکی قبض روح میں آسانی کا سبب ہے ایک روایت میں امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: **"الْبَارُ يَطِيرُ مَعَ الْكَرَامِ الْبَرَّةِ"** جو شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آئے وہ کرام البرہ کے ساتھ ہوتے ہیں، یعنی اس کی قبض روح کرام البرہ کی قبض روح کی طرح ہے **"وَ إِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يَنْبَسُّ فِي وَجْهِ الْبَارِ"** ملک الموت اس کے پاس تبسم کرتے ہوئے آتا ہے **"وَ يَكَلِّحُ فِي وَجْهِ الْعَاقِ"** لیکن جو شخص عاق والدین ہو، قبض روح کے وقت ملک الموت اس کے پاس ترش رو ہو کر حاضر ہوتا ہے۔

والدین سے نیکی کرنا بعض روایات کے مطابق خدا کی راہ میں جہاد سے بھی بہتر ہے، معصوم (ع) سے وارد ایک روایت کا مضمون یہ ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ سے سوال ہوا کہ انسان کو انجام دینے کا سب سے اہم کام کیا ہے؟ فرمایا: خدا کی معرفت، اس کے بعد سائل نے دوبارہ سوال کیا "ثم" آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا، اس کے بعد پھر سوال کیا، تو فرمایا: خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔

ظاہری اعمال میں زندگی میں سب سے مشکل ترین کام جہاد ہے، کیونکہ انسان زندگی اور کام کاج، بیوی بچوں کو چھوڑ کر جہاد میں چلاتا ہے، لیکن اس روایت میں ہے کہ والدین سے نیکی کرنا اس سے مقدم ہے، ایک اور روایت بھی ہے کہ شیخ صدوق نے امالی میں نقل کیا ہے، ایک گروہ نے اسے نقل کیا ہے، کہتے ہیں: **"كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ص يَوْمًا فَقَالَ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ عَجَائِبَ"** ایک گروہ پیغمبر اکرم کے پاس تھے کہ آپ نے فرمایا گزشتہ رات میں نے کچھ عجائب دیکھا **"فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ مَا رَأَيْتَ حَدَّثَنَا بِهِ فَذَكَ أَنْفُسَنَا وَ أَهْلُونَا وَ أَوْلَادُنَا"** ہم نے کہا ہماری جان و مال اور آپ پر قربان ہو فرمائیں آپ نے کیا دیکھا، تو آپ نے فرمایا **"فَقَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي قَدْ أَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ"** ایک شخص کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی قبض روح کرنے کے لئے آیا تھا **"فَجَاءَهُ بِرُّهُ وَ الدِّينُ فَمَنَعَهُ مِنْهُ"** لیکن اس نے ماں باپ کے حق میں ایک نیکی کی تھی، جس کی وجہ سے اس کے قبض روح میں تاخیر ہوئی، جس طرح صلہ ارحام کے بارے میں ہے کہ یہ انسان کے عمر کو دراز کرتا ہے، تو والدین سے نیکی کرنا سب سے بالاترین صلہ رحم ہے لہذا یہ عمر درازی کا سبب

اصول کافی میں مرحوم کلینی نے ایک باب کو کتاب الجنائز قرار دیا ہے ،اس میں بہت اچھی روایات ہیں انسان ان کو دیکھ کر حسرت کرتا ہے کہ کیوں انسان ان روایات سے غافل ہیں اور ان کی طرف توجہ نہیں کرتے ،دفن مؤمن کے بارے میں اتنے ساری دعائیں اور انکار اور مستحبات ذکر ہوئی ہیں کہ ہم ان میں سے اکثر سے غافل ہیں اس کتاب الجنائز میں ایک باب "مؤمن اور کافر کے قبض روح کے بارے میں ہے

سید صیرفی امام صادق علیہ السلام سے عرض کرتا ہے "جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ هَلْ يَكْرَهُ الْمُؤْمِنُ عَلَى قَبْضِ رُوحِهِ" میں آپ پر فدا ہو جاؤں یا بن رسول اللہ !کیا مؤمن اپنے قبض روح سے پریشان ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا: "قَالَ لَا وَاللَّهِ" خدا کی قسم کھا کر فرمایا : نہیں!" إِنَّهُ إِذَا أَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ لِقَبْضِ رُوحِهِ جَزَعٌ عِنْدَ ذَلِكَ" جب ملک الموت اس کی قبض روح کے لئے آتا ہے تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ ملک الموت آیا ہے تا کہ اس کی قبض روح کرے ،تو وہ گریہ و فغان اور چیخ و پکار کرتا ہے،اس وقت ملک الموت مؤمن سے کہتا ہے: "فَيَقُولُ لَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ يَا وَلِيَّ اللَّهِ لَا تَجَزَعُ" چیخ و پکار مت کرو اور پریشان نہ ہو "فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا ص" اس ذات کی قسم جس نے پیغمبر کو رسالت پر مبعوث فرمایا "لَأَنَا أَهْرُ بِكَ وَ أَشْفَقُ عَلَيْكَ مِنَ وَالِدِ رَحِيمٍ لَوْ حَضَرَكَ" میں ایک مہربان باپ سے زیادہ تمہارے لیے شفیق ہوں، ایک باپ اپنے بچے کی نسبت کتنا مہربان ہے،میں اس سے بھی زیادہ مہربان ہوں ،اس کے بعد ملک الموت کہتا ہے: "افْتَحْ عَيْنَكَ فَانْظُرْ" اپنی آنکھوں کو کھولو او دیکھ لو،گویا اس روایت سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آنکھوں کو کھولنے اور دیکھنے کا کہہ کر قبض روح انجام پاتا ہے لیکن کافر اور فاسق انسان کے قبض روح بہت سخت ہے،لیکن مؤمن کا اسی بات کے ساتھ قبض روح ہو جاتی ہے "افْتَحْ عَيْنَكَ فَانْظُرْ" اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھو:" قَالَ وَيُمَثِّلُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ص وَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ فَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ الْأَئِمَّةُ مِنَ ذُرِّيَّتِهِمْ ع فَيَقَالُ لَهُ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ وَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ فَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ الْأَئِمَّةُ ع" جب وہ دیکھتا ہے تو رسول اللہ ،امیر المؤمنین ، فاطمہ الزہراء ،امام حسن اور امام حسین علیہم السلام اور باقی آئمہ سامنے نظر آتے ہیں لیکن اس نے پہلے انہیں نہیں دیکھا ہے لہذا اسے بتایا جاتا ہے یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ ہے ،یہ امیر المؤمنین ہے ،یہ حضرت فاطمہ الزہراء ہے یہ امام حسن ہے ،یہ امام حسین ہے اسی طرح باقی آئمہ علیہم السلام ۔

یہاں پر یہ بھی بتاتے چلوں کہ شیعہ اس مطلب کے معتقد ہیں کہ انسان کے قبض روح کے وقت وہ پیغمبر اکرم اور آئمہ طاہرین کو دیکھتا ہے تو یہ بات قرآن کریم کی آیات سے استفادہ ہوتا ہے ،کوئی یہ فکر نہ کریں کہ شیعوں نے اسے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے ، ایسا نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کریم کی آیت کریمہ سے استفادہ ہوا ہے کہ انشاء اللہ اسے آگے بیان کریں گے ۔

"فَيَفْتَحُ عَيْنَهُ فَيَنْظُرُ فَيُنَادِي رُوحَهُ مُنَادٍ مِنْ قَبْلِ رَبِّ الْعِزَّةِ" یہ مؤمن جب ان حضرات کو دیکھتا ہے اس وقت ایک منادی آواز دیتا ہے "فَيَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ إِلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ ارْجِعِي" قرآن میں اس ارجمی سے مراد کس کی طرف رجوع کرنا ہے ؟محمد اور ان کی اہلبیت کی طرف" رَبِّكَ رَاضِيَةٌ بِالْوَلَايَةِ مَرْضِيَةٌ بِاللُّوَابِ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي" یعنی اے انسان تم نے ایک عمر دنیا میں ایمان اور عمل صالح میں گزاری ہے ،اب تمہارے لیے جزاء یہ ہے کہ تو ہمارے بہترین بندوں کے درمیان قرار پائے گا،یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے آل کے درمیان "وادخلی جنتی" اور میرے جنت میں داخل ہو جاؤ"فَمَا شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ اسْتِلَالِ رُوحِهِ وَ اللُّحُوقِ بِالْمُنَادِي" اسْتِلَالِ سے مراد کسی چیز کو بہت ہی رفق و مدارا کے ساتھ لے لینا ہے ،کسی چیز کو آہستہ آہستہ کہیں سے نکالنے کو اسْتِلَالِ کہتے ہیں ،اس روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتا ہے ، مؤمن جب یہ منظر دیکھتا ہے تو اس کے پاس اس سے پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے کہ اس کی روح اس کے بدن سے نکل جائے "فَمَا شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ اسْتِلَالِ رُوحِهِ وَ اللُّحُوقِ بِالْمُنَادِي"

اب ہم آتے ہیں قرآن کریم کی طرف : وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ

اسی طرح یہ آیت بھی ہے **فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَ أَدْبَارَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَ كَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ** ان دونوں آیات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ کئی فرشتے آتے ہیں اس کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں ، شاید یہ بھی انسان کے درجات کے لحاظ سے ہو، جس طرح اگر کسی چوریا کسی زندانی کو پکڑنا ہوتو کبھی ایک نفر کافی ہے اور کبھی کئی افراد کی ضرورت ہوتی ہے ! لیکن فرشتوں میں یہ بات نہیں ہے کیونکہ وہ مظہر قدرت الہی ہوتے ہیں ، لیکن انسان کی اگر احترام کرنا چاہئے تو ایک گروہ اس کی استقبال کے لئے آتے ہیں **الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ** اور جو انسان کافر یا مشرک یا منافق اور گناہگار ہوتے ہیں ان کے لئے بھی کئی افراد آتے ہیں **يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَ أَدْبَارَهُمْ**۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ یہ متقین کے اوصاف میں سے ایک ہے اس آیت میں متقین کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، جب فرشتے ان کی قبض روح کرتے ہیں ، یہاں پر تین مطالب ہیں : **طَيِّبِينَ** □ **يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ** ، تیسرا : **ادخل الجنة بما كنتم تعملون** ، ان تینوں کے بارے میں گفتگو کرنے کی ضرورت ہے کہ دیکھیں ان سے کیا مراد ہے ؟ تفسیر وں میں طیبین کے لئے چھ (۶) احتمال ذکر کیے ہیں :

۱۔ طیبین یعنی وہ لوگ جو شرک سے پاک ہوں " **تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ** " یعنی متقین وہ ہیں جب فرشتے ان کی قبض روح کرتے ہیں تو وہ شرک سے پاک ہیں ۔

۲۔ اس معنی میں ہے کہ ان کے افعال و گفتار پاک ہیں ، یعنی اب تک دنیا میں جو کام انجام دیئے ہیں وہ پاک و پاکیزہ تھے ۔

۳۔ طیبین ان افراد کے نفوس کی صفت ہے ، یعنی ان کی نفوس خدا کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے طیب ہو جاتے ہیں " **طَيِّبِينَ نفوسهم بالرجوع الى الله تبارك وتعالى** " پہلے اور دوسرے معنی میں ہم نے یہ بتایا تھا کہ طیبین ان کے اعتقاد کے مطابق ہے یعنی ان کے اعتقاد پاک ہیں ، شرک سے پاک ہے ، دوسرے معنی میں بتایا ان کے اعمال پاک ہیں لیکن اس تیسرے معنی میں ہم یہ بتاتے ہیں کہ ابھی ان کو ایک چیز ملنے والی ہے اب جب کہ دنیا کو چھوڑ دیا ہے اب وہ طیب کے مرحلہ پر پہنچ جاتے ہیں ، اور طیب کی انتہاء رجوع الی اللہ ہے ، یعنی جب لقاء الہی واقع ہوتا ہے تو انسان مؤمن طیب کے مقام تک پہنچ جاتا ہے ، پہلے بھی طیب تھے لیکن وہ طہارت اور پاکی مقدمات تھیں ، اور آخرین طیب اللہ تک پہنچنا ہے ۔

یہاں یہ بات بھی بتاتے چلوں کہ ہمارا اصل خدا وند متعالی سے ہے ، وہی فطرت الہی ہے ، ہماری ظاہر اور باطن دونوں خداوند متعالی سے ہے ، اگر ہم جس اصل کے ساتھ وجود میں آئے ہیں ، اسی طریقہ پر خدا کی طرف پلٹ جائے تو طیب ہیں ، لیکن اگر دنیا میں آنے کے بعد شیطانی رنگ کے ساتھ خدا کی طرف پلٹ جائے تو یہ طیب نہیں ہے ۔

۴۔ طیب یعنی مطمئن ، یعنی آسودہ حال ، جس چیز کے بارے میں خدا نے وعدہ کیا ہے اس کے بارے میں مطمئن ہے ، جن چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے ابھی ان سے ملاقات کا وقت ہے ۔

۵۔ طیبین یعنی صالحین ، یعنی یہ لوگ صالح افراد ہیں ۔

۶۔ طیبین کا معنی یہ ہے " **ان تكون وفاتهم طيبة سهلة لاصعوبة فيها ولا الم** " یعنی ان کے لئے مرنا آسان ہے اس وقت ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے اور نہ کوئی درد اور سختی ہے ، بہت ہی آسانی سے اس کا روح اس کے بدن سے نکل جاتا ہے ۔

اب ان چھ احتمالوں میں سے کونسا احتمال صحیح ہے ، البتہ ان میں سے بعض کو بعض دوسرے میں داخل کر سکتے

ہماری بحث سے مناسب یہی چھٹا احتمال صحیح ہے، یعنی خداوند متعالیٰ یہ فرمانا چاہتا ہے کہ متقین کافرین اور مشرکین کے قبض روح میں فرق ہے، اگر اس آیت کریمہ کو سورہ مبارک محمد کی آیت ۲۷ کے ساتھ رکھیں تو یہ طیبین توفی کے لئے ایک صفت ہے "توفاہم الملائکہ" بعض قرائت میں "یتوفاہم" پڑھا گیا ہے، فرشتے ان کی قبض روح کرتا ہے کہ یہ طیبین ہیں یعنی ان کی وفات پاک و پاکیزہ ہے، قبض روح کرتے وقت ان کے لئے کوئی درد اور سختی نہیں ہے، اگر ہم اس آیت کریمہ کو اس طرح معنی کریں تو یہ بہترین دلیل ہے کہ مؤمن کے قبض روح میں اسے کوئی درد والم اور سختی نہیں ہوتی ہے -

ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آیت شریفہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین خصوصیات وجود میں آنا چاہتا ہے، وفات پانے کے بعد یا جب وفات پانا شروع ہو تو یہ تینوں خصوصیات شروع ہوتی ہیں، ہماری اصطلاح میں مناسبت حکم و موضوع ہے، آیت کریمہ کی ابتدا سے مناسبت یہ ہے کہ طیبین یعنی طیبین توفیتہم یعنی طیبین توفیتہم، ان کی وفات طیب و طاہر ہے، یعنی انہیں کوئی درد اور پریشانی نہیں ہے اور کسی درد کا احساس نہیں کرتے، کیا خوش قسمت ہیں متقین -

وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین